Semester – II CC – 7

Modern Prose

"الغنی والفقیر" (مالداری ومحتاجی)

پیش نظر افسانہ "الغنی والفقیر" عربی کے مشہور ومعروف ادیب اور ماہر لسان مصطفی لطفی المنفلوطی کا فن جدید میں ایک دلکش اور نادر نمونہ ہے۔ ویسے تو انکی ہر تحریر ہی فنکار ادب کی زینت ہے لیکن ان کی یہ تصنیف مختصر قصہ نگاری میں ایک بہترین تحریر ہے۔

گزشتہ کل کی شب ایک مفلوک الحال آدمی کے پاس سے گزر ہوا، تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ شکم پر رکھے ہوئے درد کی شکایت کر رہا ہے۔ مجھے اس کے حال پر ترس آ گیا اور اس سے حالت دریافت کیا اس نے مجھے بھوک کی شکایت کی تو مجھ سے جو ہو سکا اسے دیا پھر اسے چھوڑ کر ایک صاحب ثروت اور دولت مند دوست کی ملاقات کو چلا گیا، اسے دیکھ کر میں حیران وششدرہ رہ گیا کہ وہ بھی اپنے شکم پر ہاتھ رکھے ہوئے اس بدحال فقیر

کی طرح درد شکم کا شکوہ کر رہا ہے۔ میں نے اس سے اس کا حال پوچھا تو اس نے کثرت طعام کی وجہ سے درد کی شکایت کی تو میں بول اٹھا کہ کتنی حیرت کی بات ہے، کاش یہ مالدار اپنی ضرورت سے فاضل کھانا اس فقیر کو دیدیتا تو دونوں میں سے کوئی بھی سقم و الم کا شاکی نہ رہتا۔

اس کے لئے مناسب تو یہ تھا کہ وہ اتنی ہی مقدار میں کھانا کھاتا جس سے اسکی شکم سیری ہو جاتی اور اس کی پیاس بجھ جاتی لیکن وہ تو خود بین اور خود غرض نکلا تو اس نے فقیر کے سامنے سے اس کے کھانے کی پلیٹ کو بھی چھین کر اپنے دسترخوان پر رکھ لیا تو اس کی اس قساوت قلبی کی سزا میں خدا نے اس کو دردِ شکم کی سزا دیدی تاکہ ظالم کو اس کا ظلم راس نہ آئے اور اس کی خوش عیشی بے مزہ ہو جائے اسطرح زبان زدِ خلق یہی ہے کہ دولت مندوں کے شکم کا مرض فقیروں کے بھوک کی سزا ہے۔

آسمان نے اپنی بارش میں کمی نہیں کی اور نہ زمین نے اپنی نبات میں بخل کیا لیکن قوی نے ضعیف کے ساتھ حسد سے کام لیا

(3)

کمزوروں کو زمین و آسمان کی عام نعمتوں سے محروم رکھنے کی کوشش کیا اور ساری نعمتوں کو اپنے ہی لئے خاص کرنے میں لگ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ فقیر خط افلاس سے نیچے ہوتا گیا شکوہ اور فریاد ہی بنتا گیا جس کے ذمہ دار صاحب ثروت اور مالدار ہیں نہ کہ زمین و آسمان۔ کاش مجھے بھی وہی عقل و سمجھ ہوتی جو ان کے پاس ہے تو میں بھی وہی تصور کر سکتا جو وہ لوگ تصور کر رہے ہیں.

اگر ضعیفوں کی بہ نسبت مال جمع کرنے اور اس کی ملکیت کے زیادہ حقدار ہونے میں انکی حجت و دلیل قوت و طاقت ہی ہے تو پھر وہ ضعیفوں کی روح کو سلب کرنے کے مالک کیوں نہیں بن جاتے ہیں جیسا کہ وہ ان کے مال کو سلب کرنے کے مالک بن بیٹھے ہیں جبکہ زندوں کی نظر میں زندگی بھوکے کے ہاتھ کے لقمہ سے زیادہ قیمتی ہے اور اگر ان کی حجت یہ ہے کہ وہ اپنے آباو اجداد سے مال و دولت کے وارث ہوئے ہیں تو ہم کہیں گے کہ اگر باپ دادا ہونا ہی وراثت کا سبب ہے تو پھر وہ اپنے آباو اجداد کے مال ہی کے وارث کیوں ہوئے

(6)

انکے مظالم اور فریاد رسی کے وارث کیوں نہ ہوئے اس لئے کہ
تمہارے آباو اجداد قوی تھے تو انھوں نے ضعیفوں کا مال غصب
کیا حالانکہ ان کا حق یہ تھا کہ وہ کمزوروں سے غصب کئے ہوئے
مال کو انھیں لوٹا دیتے اس لئے تمھیں اگر ان کا وارث
بننا ضروری ہی ہے تو صاحب مال کو ان کا مال لوٹانے میں
وارث بنو نہ کہ مال غصب کرنے میں۔ بنی نوع انسان کے
قوی لوگ کتنے بڑے ظالم ہیں اور ان کے قلوب کتنے سخت ہیں
کہ وہ اپنے نرم بستروں پر چین کی نیند سوتے رہتے ہیں
اور اپنے پڑوس میں سخت سردی سے کانپنے والے پڑوسی
کی آہوں کو سنکر ذرا بھی بے چین نہیں ہوتے اسی طرح قسم قسم
کے کھانوں اسٹو، کباب، مٹھائی، میٹھا وغیرہ سے چنے ہوئے
دسترخوان پر بیٹھتے ہیں لیکن ان کی خواہش اور حرص میں کوئی
کمی اس وقت بھی نہیں ہوتی جبکہ انھیں پورے طور پر معلوم
رہتا ہے ان کے خویش و اقربا اور ذوی الارحام میں ایسے
افراد ہیں جن کی آنکھیں اس دسترخوان کے شوق میں تڑپتی

(5)

رہتی ہیں اور جو اس کے جوٹھوں کے لالچ میں ان کے منہ سے لعاب

ٹپکتا رہتا ہے بلکہ ان سخت دل انسانوں میں کچھ ایسے بھی ہوتے

ہیں جن کے دل میں رحم و مہربانی ذرہ برابر بھی پیدا ہوتی اور نہ

انکی منہ میں شرم و حیا کی لگام ہوتی ہے چنانچہ دل شکن

انداز میں محتاجوں کے سامنے اپنی خوشحالی و نعمت کی باتوں

کو سنائے رہتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ انکی ستم ظریفی

یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے خزانے کے سونے چاندی، اپنے صندوق کے

ہیرے جواہرات اور اپنی آرام گاہ کی آسائش اشیا اور کپڑوں

کو شمار کرنے میں انھیں سے کام لیتے ہیں اور اس طرح

ان کی دل شکنی کرتے ہیں اور انکی حاجت کو اتنا کے بے ہ مکدر

اور تنگ کرتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی ہر بات اور

اپنی ہر حرکت سے یہ ظاہر کر لیتے ہیں اور کہہ رہے ہیں

کہ میں سعید و نیک بخت ہوں اس لیے کہ مالدار ہوں اور تو شقی

و بدبخت ہے اس لئے کہ تو فقیر و محتاج ہے۔

Scanned with CamScanner